JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 01, Jul – Dec 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

قرآن حکیم کے تصورِ قوّام کا تحقیقی مطالعہ: الرِّجَالُ قَوّٰامُونَ عَلَی النِّسَاءِ کی روشنی میں

A Critical Analysis of the Qur'anic Concept of Qaw'am: In the Light of āl Riğālū qawāmwn ʿla ālnisāʾ

Muhammad Sarwar*
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore.
Dr. Muhammad Usman Khalid**
Ph.D. Department of Islamic Studies, UET, Lahore

ABSTRACT

Allah Almighty has human being Adam and Eve, which is the basic Unit of the Society. Elucidatory, the basic unit of human society is based on the relation man and woman as an husband and wife. If their relationship is built on mutual understanding and take care of each other, then the whole society will be the cradle of peace, harmony and Prosperity. On contrary, if there remain flaws of misunderstanding, insecurity, then stability and prosperity of the society might be unachievable dream. So, the Holy Qur'an has declared men in charge of women by [right of] what Allah has given one over the other and what they spend [for maintenance] from their wealth. Here, the Holy Quran has described two reasons of men superiority and managing authority due to the will of Allah and the second one is because men spends their wealth for women. Interestingly, Majority of Islamic Theologians and Commentators of the Holy Qur'an are of the view that the main reason of men superiority is the will of Allah Almighty while Javed Ahmad Ghamdi is of the view that men superiority is due to spending wealth for women. If a man is unable to spend his wealth and a woman manage the expenses of family, then she will be Qawwam (superior). In the Article, the opinions of the Qur'anic experts will be critically analyzed.

Keywords: *Society, Family, Spouses, Islamic Teachings, Absolute Authority, Managing Authority, Rights & Obligations.*

CC BY

تمہید

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے ذریعہ سے نسل انسانی کی بنیاد رکھی ہے۔ انسانی معاشرہ کی بنیادی اکائی مرد اور عورت بحیثیت میاں بیوی ہیں۔ ان کا باہمی تعلق مضبوط بنیادوں پر استوار ہو تو پورا معاشرہ امن و آشتی اور راحت و سکون کا گہوارہ ہو گا اور اگر اس میں کمزوری اور شکست وریخت ہو تو معاشرہ کا استحکام ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے چند راہنما اصول دیئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر اس تعلق کو مضبوط اور مفید بنایا جاسکتا ہے۔ قرآن حکیم نے مرد و عورت کے امور اور ذمہ داریاں تقسیم کر دی ہیں جنہیں پورا کرنا دونوں پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانی معاشرے کی اس بنیادی اکائی کو ایک ریاست کا مرتبہ دیا ہے جس میں مرد کو اس کی بہت ساری اہم ذمہ داریوں کی وجہ سے قوام قرار دیا ہے۔ مرد کی ذمہ داریوں میں معاشی، انتظامی اور تربیتی امور جبکہ عورت گھریلو امور کی نگران اور ذمہ دار ہے۔ البتہ مرد کو اس کی قوامیت کے ساتھ فضل واحسان اور مروت کی بھی بہت تاکید کی گئی ہے جبکہ عورت کو مرد کے مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرنے اور اس کی اطاعت کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ تاہم یہ جاننا ضروری ہے کہ مرد کی قوامیت کی علت و سبب کیا ہے۔ زیر نظر آرٹیکل میں قرآنی اصطلاح ”قوّام “کا اسی نقطہ نظر سے تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔

معاشرتی اکائی کا تعارف

کسی بھی انسانی معاشرے کی بنیاد میاں بیوی پر مشتمل خاندان ہوتا ہے۔ اس بنیاد کی مضبوطی، پائیداری، تسلسل اور استحکام شریعت کا ایک اہم مطلوب ہے۔ اس کے لیے شریعت نے دو طرفہ ذمہ داریوں اور حقوق کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ جن کی صحیح تعلیم وتربیت اور ان پر صحیح عمل خاندان کے مستحکم ہونے کی ضمانت ہے۔ اس اکائی کو ایک ریاست اور سلطنت سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ دنیوی دستور کے مطابق بھی ریاست اور سلطنت میں حکمران اور رعایا کی تقسیم ہمیشہ سے رائج ہے جس میں دونوں کے اختیارات اور کردار کے الگ الگ دائرہ کار متعین ہے۔ چنانچہ جب تک دونوں طرف سے اپنے اختیارات اور ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھایا جاتا ہے تو خاندان ایک بہترین معاشرتی اکائی کا نمونہ پیش کرتا ہے اور بصورت دیگر اسی اکائی کا معاشرتی خرابی و فساد میں مرکزی حصہ ہوتا ہے۔ مرد کی ذمہ داریوں میں معاشی بندوبست، اخلاقی تربیت، معاشرتی اور سماجی امور کا انتظام، جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرنا جبکہ عورت کی ذمہ داریوں میں خاوند کی اطاعت اور اس کے مال و عزت کی حفاظت کرنا شامل ہے۔ خاندان میں مرد کو شریعت نے حکمران اور قوام مقام دیا ہے جس کی تفصیل ذیل میں ہے۔

قوامیت کا لغوی مفہوم

قام یقوم قوما وقامة کھڑا ہونا، قیام کرنا۔ **قام الحق** حق ثابت اور ظاہر ہونا۔[1] **قام فلان علی اهله** یعنی اہل وعیال کے لیے کام انجام دینا اور ان کی خبر گیری کرنا۔[2] **القوام** یعنی سیدھا کھڑا ہونا، اعتدال اور وہ روزی جو انسان کی زندگی کو کافی ہو۔ **ھو قوام اهله** یعنی وہ اپنے اہل وعیال کا ذمہ دار و مدار ہے۔ **القوام** کا معنی ہے خوبصورت قد والا، معاملہ کا ذمہ دار و کفیل، معاملہ کی ذمہ داری کو پورا کرنے پر قادر اور امیر وغیرہ[3] **قوّام** شرعی زبان میں اس شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اہل وعیال کے

معاملات پر نگران ہونے کے ساتھ ان کی ضروریات کا بھی ذمہ دار ہو۔[4] چنانچہ نگران، محافظ، ذمہ دار، کفیل، منصف اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پورا کرنے والے شخص قوام کہا جاتا ہے۔

قوامیت کا مفہوم قرآن کی روشنی میں

قرآن حکیم نے مرد و عورت کے خانگی امور کو ذکر کرتے ہوئے مرد کو قوّام قرار دیا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ [5] اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ مرد کو اس کی فطری تخلیق اور معاشی ذمہ داریوں کے نبھانے کے لحاظ سے قوام قرار دیا ہے۔ **تقرير حق القوامة والإشراف للرجال على النساء مع تعليل ذلك بأنه بسبب ما فضل الله به الرجال على النساء من مزايا خاصة ثم بسبب ما ينفقونه من الأموال**[6] تاہم یہ بات مزید تحقیق طلب ہے کہ مرد کی قوّامیت کس اعتبار سے ہے؟ اس کے بارے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

امام ابن جریر طبریؒ کی رائے

امام ابن جریر طبریؒ کے نزدیک مرد کی قوامیت اس کے مربی ہونے، معاشی کفیل ہونے اور دیگر ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مسئول ہونے کے لحاظ سے ہے۔

> **قال أبو جعفر: يعني بقوله جل ثناؤه: "الرجال قوّامون على النساء"، الرجال أهل قيام على نسائهم، في تأديبهن والأخذ على أيديهن فيما يجب عليهن لله ولأنفسهم ـ بما فضّل الله بعضهم على بعض يعني: بما فضّل الله به الرجال على أزواجهم: من سَوْقهم إليهنّ مهورهن، وإنفاقهم عليهنّ أموالهم، وكفايتهم إياهن مُؤَنهنّ. وذلك تفضيل الله تبارك وتعالى إياهم عليهنّ، ولذلك صارُوا قوّامًا عليهن، نافذي الأمر عليهن فيما جعل الله إليهم من أمورهن** [7]

علامہ ابن جریرؒ کے موقف کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد اس قابل ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کے لیے کھڑے ہوں، ان کو تادیب کریں اور ان امور میں ان کا ہاتھ پکڑیں جن کا تعلق خدا اور شوہر کے حقوق سے ہوں۔

امام ابو بکر جصاصؒ کی رائے

امام ابو بکر جصاصؒ اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

قَوْلُهُ الرِّجالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّساءِ قِيَامَهُمْ عَلَيْهِنَّ بِالتَّأْدِيبِ وَالتَّدْبِيرِوَالْحِفْظِ وَالصِّيَانَةِ لِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ الرَّجُلَ عَلَى الْمَرْأَةِ فِي الْعَقْلِ وَالرَّأْيِ وَبِمَا أَلْزَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ الْإِنْفَاقِ عَلَيْهَا فَدَلَّتْ الْآيَةُ عَلَى مَعَانٍ أحدها۔ تَفْضِيلُ الرَّجُلِ عَلَى الْمَرْأَةِ فِي الْمَنْزِلَةِ وَأَنَّهُ هُوَ الَّذِي يَقُومُ بِتَدْبِيرِهَا وَتَأْدِيبِهَا وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ لَهُ إمْسَاكَهَا فِي بَيْتِهِ وَمَنْعِهَا مِنْ الْخُرُوجِ وَأَنَّ عَلَيْهَا طَاعَتَهُ وَقَبُولَ أَمْرِهِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةٌ وَدَلَّتْ عَلَى وُجُوبِ نَفَقَتِهَا عَلَيْهِ بِقَوْلِهِ وَبِما أَنْفَقُوا

مِنْ أَمْوالِهِمْ وَهُوَ نَظِيرُ قَوْلِهِ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وقَوْله تَعَالَى لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ۔ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ وقَوْله تَعَالَى وَبِما أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوالِهِمْ مُنْتَظِمٌ لِلْمَهْرِوَالنَّفَقَةِ لِأَنَّهُمَا جَمِيعًا مِمَّا يَلْزَمُ الزَّوْجَ لَهَا [8]

امام ابو بکر جصاصؒ کے موقف کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کی عورت پر قوامیت اس کی تادیب، تدبیر، حفاظت اور دیکھ بھال کی وجہ سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عقل، رائے اور انفاق کی وجہ سے عورت پر فضیلت دی ہے۔ یہ آیت دو معنی پر دلالت کرتی ہے ایک یہ کہ مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ مرد ہی عورت کی ضروریات کا انتظام اور تادیب کرتا ہے۔ یہ اس پر بھی دال ہے کہ مرد اسے گھر میں ہی روکے رکھے اور باہر نہ جانے دے اور عورت پر لازم ہے کہ وہ مرد کی اطاعت کرے یہاں تک کہ معصیت نہ ہو۔ اور دوسرا یہ کہ مرد پر عورت کا نان ونفقہ واجب ہے جس کی تائید دیگر آیات واحادیث سے بھی ہوتی ہے۔ وبما انفقوا من اموالھم میں مہر اور نفقہ سب شامل ہیں اور یہ وہ امور ہیں جو مرد یعنی شوہر پر لازم ہیں۔

علامہ زمخشریؒ کی رائے

علامہ زمخشری اس آیت کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ اس آیت **اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ** میں بعضھم سے مراد مرد جبکہ علی بعض سے مراد عورت ہے۔ اس کی دلیل یوں پیش کی ہے کہ ولایت یا قوامیت کا استحقاق فضل کی بنا پر ہے نہ کہ غلبہ، برتری اور قوت جبر وقہر کی بنا۔

> إنما كانوا مسيطرين عليهن بسبب تفضيل الله، بعضهم وهم الرجال، على بعض وهم النساء. وفيه دليل على أنّ الولاية إنما تستحق بالفضل، لا بالتغلب والاستطالة والقهر [9]
>
> علامہ زمخشریؒ قوامیت کا مسئلہ یوں حل کر دیا ہے کہ اس آیت میں دلیل یہ کہ ولایت یا قوامیت کا استحقاق فضل کی بنا پر ہے نہ کہ غلبہ، برتری اور قوت جبر وقہر کی بنا۔

امام فخر الدین رازیؒ کی رائے

امام رازیؒ کی رائے میں مرد کی قوامیت اس کی علمی، جسمانی، عقلی افضلیت اور معاشی ذمہ داریوں کے اعتبار سے ہے۔

واعلم أن فضل الرجل عَلَى النِّسَاءِ حَاصِلٌ مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ، بَعْضُهَا صِفَاتٌ حَقِيقِيَّةٌ، وَبَعْضُهَا أَحْكَامٌ شَرْعِيَّةٌ، أَمَّا الصِّفَاتُ الْحَقِيقِيَّةُ فَاعْلَمْ أَنَّ الْفَضَائِلَ الْحَقِيقِيَّةَ يَرْجِعُ حَاصِلُهَا إِلَى أَمْرَيْنِ: إِلَى الْعِلْمِ، وَإِلَى الْقُدْرَةِ، وَلَا شَكَّ أَنَّ عُقُولَ الرِّجَالِ وَعُلُومَهُمْ أَكْثَرُ، وَلَا شَكَّ أَنَّ قُدْرَتَهُمْ عَلَى الْأَعْمَالِ الشَّاقَّةِ أَكْمَلُ، فَلِهَذَيْنِ السَّبَبَيْنِ حَصَلَتِ الْفَضِيلَةُ لِلرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ فِي الْعَقْلِ وَالْحَزْمِ وَالْقُوَّةِ، وَالْكِتَابَةِ فِي الْغَالِبِ وَالْفُرُوسِيَّةِ وَالرَّمْيِ، وَإِنَّ مِنْهُمُ الْأَنْبِيَاءَ وَالْعُلَمَاءَ، وَفِيهِمُ الْإِمَامَةُ الْكُبْرَى وَالصُّغْرَى وَالْجِهَادُ وَالْأَذَانُ وَالْخُطْبَةُ وَالِاعْتِكَافُ وَالشَّهَادَةُ فِي الْحُدُودِ

وَالْقِصَاصِ بِالِاتِّفَاقِ، وَفِي الْأَنْكِحَةِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللَّه عَنْهُ، وَزِيَادَةُ النَّصِيبِ فِي الْمِيرَاثِ وَالتَّعْصِيبُ فِي الْمِيرَاثِ، وَفِي تَحَمُّلِ الدِّيَةِ فِي الْقَتْلِ وَالْخَطَأِ، وَفِي الْقَسَامَةِ وَالْوِلَايَةِ فِي النِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَالرَّجْعَةِ وَعَدَدِ الْأَزْوَاجِ، وَإِلَيْهِمُ الِانْتِسَابُ، فَكُلُّ ذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى فَضْلِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ. وَالسَّبَبُ الثَّانِي: لِحُصُولِ هَذِهِ الْفَضِيلَةِ: قَوْلُهُ تَعَالَى: وَبِما أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوالِهِمْ يَعْنِي الرَّجُلُ أَفْضَلُ مِنَ الْمَرْأَةِ لِأَنَّهُ يُعْطِيهَا الْمَهْرَ وَيُنْفِقُ عَلَيْهَا [10]

مرد کی قوامیت کے کئی اسباب ہیں حقیقی اور شرعی۔ حقیقی کی دو وجوہ ہیں: علم اور قدرت کیونکہ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ عام طور پر مردوں کے عقل اور علم عورتوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مشقت اور ذمہ داریوں والے کام زیادہ تر مرد ہی کرتے ہیں۔ اسی طرح مردوں کو گھوڑ سواری، تیر اندازی اور ان میں انبیاء، علماء، امام، مجاہد، موذن، خطیب، حدود و قصاص وغیرہ میں گواہ، دیت و قسامہ کی ذمہ داری، نکاح، طلاق، رجوع، تعدد ازدواج اور نسب کے انہیں سے ثبوت کی وجہ سے بھی انہیں فضیلت حاصل ہے۔ جبکہ شرعی طور پر بھی مردوں اپنا مال خرچ کرنے کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ کی رائے

علامہ ابن کثیر کے نزدیک مرد عورت کے لیے رئیس اور مربی و مودب ہے۔ مرد کی رجولیت کی وجہ سے اسے نبوت وملکی قیادت کا حق دار قرار دیا ہے۔ معاشی ذمہ داریاں جن میں مہر، گھر کے تمام اخراجات کی وجہ سے بھی مرد کو اعزاز و مرتبہ حاصل ہے اس لیے اسے قوام قرار دیا گیا ہے۔

{الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ} أَيِ: الرَّجُلُ قَيِّمٌ عَلَى الْمَرْأَةِ، أَيْ هُوَ رَئِيسُهَا وَكَبِيرُهَا وَالْحَاكِمُ عَلَيْهَا وَمُؤَدِّبُهَا إِذَا اعوجَّت {بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ} أَيْ: لِأَنَّ الرِّجَالَ أَفْضَلُ مِنَ النِّسَاءِ، وَالرَّجُلُ خَيْرٌ مِنَ الْمَرْأَةِ؛ وَلِهَذَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ مُخْتَصَّةٌ بِالرِّجَالِ وَكَذَلِكَ الْمُلْكُ الْأَعْظَمُ؛ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَنْ يُفلِح قومٌ وَلَّوا أمْرَهُم امْرَأَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ (1) وَكَذَا مَنْصِبُ الْقَضَاءِ وَغَيْرُ ذَلِكَ. {وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ} أَيْ: مِنَ الْمُهُورِ وَالنَّفَقَاتِ وَالْكُلَفِ الَّتِي أَوْجَبَهَا اللَّهُ عَلَيْهِمْ لَهُنَّ فِي كِتَابِهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَالرَّجُلُ أَفْضَلُ مِنَ الْمَرْأَةِ فِي نَفْسِهِ، وَلَهُ الْفَضْلُ عَلَيْهَا وَالْإِفْضَالُ، فَنَاسَبَ أَنْ يَكُونَ قَيِّما عَلَيْهَا، كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ} الآية [البقرة: 228] [11]

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ الرجال قوامون علی النساء سے مراد ہے مرد عورت پر قوام ہے یعنی بیوی کا رئیس، بڑا اور حاکم ہے اور اگر وہ ٹھیڑا پن اختیار کرے تو اس کی تادیب بھی کرنے والا ہے۔ بما فضل اللہ سے مراد مرد عورت سے افضل ہے کیونکہ نبوت اور سیادت مردوں کے ساتھ خاص ہے جیسے کہ حدیث میں آتا ہے وہ قوم فلاح نہیں پاسکتی جس کے زمام اختیار عورت کے پاس ہو۔ وبما انفقوا میں اموالھم سے مراد مہر، نفقات اور دیگر ضروری امور مرد کے ذمہ ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرد عورت پر قوام ہے۔

علامہ بن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر تین وجوہ کی بنا پر مرد مرد کو عورت پر قوام ثابت کیا ہے کہ مرد عورت کا حاکم ہے اور اللہ کی طرف سے بھی قوام اور افضل ہے جیسے کہ نبوت انسانیت کی معراج ہے اور وہ مردوں کے ساتھ ہی خاص ہے۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ وہ قوم فلاح ہی نہیں پا سکتی جس کی زمام حکومت عورت کے پاس ہو۔ مزید یہ کہ مرد ہ صرف اپنے اخراجات پورے کرتا ہے بلکہ عورت کے تمام اخراجات بھی اپنے ذمہ لیے ہوئے ہیں جبکہ مشاہدہ یہ ہے کہ عورت باوجود دولت مند اور صاحب ثروت ہونے کے مرد پر خرچ نہیں کرتی۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ مرد و عورت پر قوام ہے۔

امام شوکانیؒ کی رائے

امام شوکانی کے نزدیک مرد کی قوامیت عورت کے حق میں حکمران کی طرح ہے جسے وہ رعایا کے امور کا محافظ ہے۔ نیز عورتوں کی تمام معاشی ضروریات کے حق میں بھی ذمہ دار ہے۔ قرآنی اسلوب میں قوام مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے کہ قوامیت میں اصل مرد ہی ہے جبکہ مرد کی افضلیت کے اور بھی متعدد دلائل ہیں۔

قَوْلُهُ: الرِّجالُ قَوَّامُونَ إِلَخْ، وَالْمُرَادُ: أَنَّهُمْ يُقَوِّمُونَ بِالذَّبِّ عَنْهُنَّ، كَمَا تُقَوِّمُ الْحُكَّامُ وَالْأُمَرَاءُ بِالذَّبِّ عن الرعية، وهم أيضا: يقومون بما يَحْتَجْنَ إِلَيْهِ مِنَ النَّفَقَةِ، وَالْكُسْوَةِ، وَالْمَسْكَنِ. وَجَاءَ بِصِيغَةِ الْمُبَالَغَةِ فِي قَوْلِهِ: قَوَّامُونَ لِيَدُلَّ: عَلَى أَصَالَتِهِمْ فِي هَذَا الْأَمْرِ، وَالْبَاءُ فِي قَوْلِهِ: بِما فَضَّلَ اللَّهُ لِلسَّبَبِيَّةِ، وَالضَّمِيرُ فِي قَوْلِهِ: بَعْضَهُمْ عَلى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، أَيْ: إِنَّمَا اسْتَحَقُّوا هَذِهِ الْمَزِيَّةَ لِتَفْضِيلِ اللَّهِ لِلرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ، بِمَا فَضَّلَهُمْ بِهِ مِنْ كَوْنِ فِيهِمُ: الْخُلَفَاءُ، وَالسَّلَاطِينُ، وَالْحُكَّامُ، وَالْأُمَرَاءُ، وَالْغُزَاةُ، وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الْأُمُورِ. قَوْلُهُ: وَبِما أَنْفَقُوا أَيْ: وَبِسَبَبِ مَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَمَا: مَصْدَرِيَّةٌ، أَوْ مَوْصُولَةٌ، وَكَذَلِكَ هِيَ فِي قَوْلِهِ: بِما فَضَّلَ اللَّهُ وَمِنْ: تَبْعِيضِيَّةٌ، وَالْمُرَادُ مَا أَنْفَقُوهُ: فِي الْإِنْفَاقِ عَلَى النِّسَاءِ، وَبِمَا دَفَعُوهُ فِي مُهُورِهِنَّ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَكَذَلِكَ مَا يُنْفِقُونَهُ فِي الْجِهَادِ، وَمَا يَلْزَمُهُمْ فِي الْعَقْلِ [12]

امام شوکانیؒ لکھتے ہیں کہ قوام سے مراد مرد عورتوں کا دفاع کرتے ہیں جیسے حکمران عوام کا دفاع کرتے ہیں۔ مرد عورتوں کے نفقہ، لباس، رہائش وغیرہ کفالت کرنے کی وجہ سے بھی قوام ہیں۔ اس میں "ب" سببیہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو یہ فضیلت اللہ کے فضل سے حاصل ہوئی ہے اور اس لیے بھی کہ خلفاء، سلاطین، امراء، مجاہدین و غازی سب مرد ہی ہوتے ہیں۔ وبما انفقوا کا معنی ہے کہ مرد عورتوں کو مہر اور نفقہ دیتے ہیں اور جہاد میں مال خرچ کرتے ہیں۔

علامہ محمد علی الصابونیؒ کی رائے

علامہ محمد علی الصابونی کی رائے میں مرد کی قوامیت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حکمران کی طرح یہ بھی عورت کے لیے آمر وناہی (اچھائی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا) ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے ذمہ عورت کی معاشی ضروریات پوری کرنا ہے۔ اسی وجہ سے یہ کسب معاش، انفاق، تربیت و حفاظت کرنے کے لحاظ سے قوام قرار دیا ہے۔

{الرجال قَوَّامُونَ عَلَى النسآء} أي قائمون عليهن بالأمر والنهي، والإنفاق والتوجيه كما يقوم الولاة على الرعية {بِمَا فَضَّلَ الله بَعْضَهُمْ على بَعْضٍ وَبِمَآ أَنْفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ} أي بسبب ما منحهم الله من العقل والتدبير، وخصهم به من الكسب والإنفاق، فهم يقومون على النساء بالحفظ والرعاية والإنفاق والتأديب ـ قال أبو السعود: «والتفضيلُ للرجل لكمال العقل وحسن التدبير ورزانة الرأي ومزيد القوة، ولذلك خصوا بالنبوة والإمامة والولاية والشهادة والجهاد وغير ذلك» [13]

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ مرد کی قوامیت کی اصل وجہ اس کی فطرتی تخلیق ہے اور اس پر معاشی ذمہ داریوں سے قوامیت اور بھی موکد ہو جاتی ہے۔ نیز یہ بات بھی معروف ہے کہ شرفاء کے ہاں جب ان کے مرد بوڑھے ہو جائیں اور معاش کے بندوبست کے قابل نہ رہیں پھر بھی خاندان کی قیادت وسیادت انہی کے سپرد رہتی ہے۔ بہت سے امور انہی کی مشاورت واجازت سے طے پاتے ہیں۔ اور اگر یہ علم وتقویٰ میں بھی نمایاں ہوں تو ان کی یہ حیثیت مزید بڑھ جاتی ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ مرد کی قوامیت فطری تخلیق کی وجہ سے ہے۔ البتہ معاصر اہل علم میں جاوید احمد غامدی کی رائے جمہور سے مختلف معلوم ہوتی ہے جو درج ذیل ہے۔

جاوید احمد غامدی کی رائے

جاوید احمد غامدی کی رائے کے مطابق مرد کی قوامیت اس کی معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے ہے۔ اس کی قوامیت فطری تخلیق /جینڈر کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ جینڈر Gender کی بنیاد پر دونوں برابر ہیں۔ مرد وعورت میں تفریق کی بنیاد رشتوں میں فرق مراتب کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا ممکن ہے اگر کوئی عورت گھر کی معاشی ذمہ داریوں کو سنبھال لے تو وہ بھی قوام ہو گی۔ قوامیت کی بنیاد پر مرد عورت پر کوئی معاشی یا سماجی سرگرمیوں پر قدغن نہیں لگا سکتا بلکہ وہ ان تمام سرگرمیوں میں آزاد ہے۔[14]

غامدی صاحب کی اس رائے سے کلی طور پر کئی وجوہ سے اتفاق ممکن نہیں ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. سورۃ النساء کی آیت 34 کی عبارۃ النص سے ثابت ہے کہ مردوں کی قوامیت ان کی فطری تخلیق کے لحاظ سے ہے۔ اصولی طور پر عبارۃ النص میں کلام کا وہی معنی مراد لیا جاتا ہے جس کے لیے وہ کلام لایا گیا ہو۔[15] اس لیے مردوں کی قوامیت کی اصل وجہ ان کی مرد ہونے کے لحاظ سے تخلیق ہے جس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان کی قوامیت جینڈر کی بنیاد Gender Based پر ہے۔
2. عربی اسلوب سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اگر اس آیت سے یہ مطلوب نہ ہوتا تو آیت مبارکہ "الرِّجالُ قوّامُونَ" میں الرّجالُ کی جگہ اَلاِنسَانُ یا کوئی اور مشترک لفظ استعمال ہوتا۔ نیز اسی طرح لفظ الرِّجالُ اصولی طور پر ظاہر ہے جس کو سننے سے اس کے مصداق کو سمجھنے میں مزید کسی غور وفکر کی ضرورت پیش نہیں آتی ہے۔[16]
3. اسی طرح عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ دو چیزوں میں عطف ان کے ایک دوسرے کے مغایرت (غیر ہونے) کی علامت ہے۔ اس آیت میں وبما انفقوا کا الرجال قوامون پر بذریعہ واو عطف ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ دونوں مرد کی قوامیت

میں الگ الگ حیثیت رکھتی ہیں۔اگر مرد کی قوامیت صرف اس کی معاشی ذمہ داری کی بنیاد پر ہوتی تو آیت یوں ہوسکتی تھی **الرجال قوامون علی النساء بما انفقوا** اور عطف کی ضرورت پیش نہ آتی۔

4. نیز **رجال** اور **نساء** کی طرف ضمیریں عائد کرکے **فضلهم علیهن** فرمانے کے بجائے **بعضهم علی بعض** کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس میں بظاہر یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا جزء قرار دے کر اس طرف اشارہ کردیا کہ اگر کسی چیز میں مردوں کی فوقیت اور افضلیت ثابت بھی ہو جائے تو اس کی ایسی مثال جیسے انسان کا سر اس کے ہاتھ سے افضل یا انسان کا دل اس کے معدہ سے افضل ہے، تو جس طرح سر کا ہاتھ سے افضل ہونا ہاتھ کے مقام اور اہمیت کو کم نہیں کرتا، اسی طرح مرد کا حاکم ہونا عورت کے درجہ کو نہیں گھٹاتا کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے مثل اعضاء و اجزاء کے ہیں، مرد سر ہے تو عورت بدن۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس عنوان سے اس طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے کہ یہ افضلیت جو مردوں کو عورتوں پر حاصل ہے یہ جنس اور مجموعہ کے اعتبار سے ہے، جہاں تک افراد کا تعلق ہے تو بہت ممکن ہے کہ کوئی عورت کمالات علمی و عملی میں کسی مرد سے بڑھ جائے اور صفت حاکمیت میں بھی مرد سے فائق ہو جائے۔[17]
5. عرف و عادت[18] کے لحاظ سے بھی مسلم معاشرے میں عام طور پر مرد ہی کو قوام سمجھا جاتا ہے چاہے وہ عملی طور پر معاشی سرگرمیوں میں کوئی مرکزی کردار ادا نہ کر رہا ہو جیسے جب کوئی شخص بوڑھا ہو جائے تو تب بھی اس کی سرپرستی اور قوامیت معتبر مانی جاتی ہے۔ اور اگر کسی مجبوری کی حالت میں عورت معاشی ذمہ داری اٹھالے تو اس مجبوری کے خاتمہ کے ساتھ ہی عموماً یہ ذمہ داری مرد کو منتقل کر دیتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرد کی قوامیت صرف اس کی معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی تخلیق کی بنیاد پر ہے۔
6. مرد کی قوامیت میں معاشی ذمہ داریوں کے ساتھ اہل و عیال کی حفاظت، تعلیم و تربیت، معاشرتی و سماجی ضروریات کا نظم و نسق بھی شامل ہے۔ یہ تمام امور فطری طور پر مرد ہی احسن طریقے سے سرانجام دے سکتا ہے۔ اگر معاشی ذمہ داریوں کی بنیاد پر کو قوام سمجھ لیا جائے تو عورت کے لیے قوامیت کے تمام فرائض سرانجام دینا ممکن نہیں ہے جو انسانی تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہے۔

حاصل کلام

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر قوام قرار دیا ہے۔ قوام کا معنی کھڑا ہونے والا، ذمہ دار، نگران، محافظ، کفیل، منصف اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پورا کرنے والا ہے۔ قرآن حکیم میں سورۃ نساء کی آیت 34 سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو اس کی فطری تخلیق اور معاشی ذمہ داریوں کے نبھانے کے لحاظ سے قوام قرار دیا ہے۔ جمہور مفسرین جن میں امام ابن جریر طبریؒ، علامہ ابو بکر جصاصؒ، امام فخر الدین رازیؒ، علامہ ابن کثیرؒ، امام محمد بن علی شوکانیؒ اور علامہ محمد علی الصابونی وغیرہ شامل ہیں کا نقطہ نظر قوام کے بارے میں یہ ہے کہ مرد فطری تخلیق اور معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے عورت کا محافظ، نگران، مربی اور منتظم ہے اور اس کے نتیجہ میں عورت دائرہ شریعت کا لحاظ رکھتے ہوئے مرد / خاوند کی اطاعت اور اس

کے مال و آبرو کی حفاظت کی مسئولہ ہے۔ اس کے برعکس جاوید احمد غامدی کے نزدیک مرد کی قوامیت اس کی معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے ہے کیونکہ تخلیق / جینڈر Gender کی بنیاد پر دونوں برابر ہیں۔ لہٰذا ممکن ہے اگر کوئی عورت گھر کی معاشی ذمہ داریوں کو سنبھال لے تو وہ بھی قوام ہو سکتی ہے اور مرد قوامیت کی وجہ سے عورت کی معاشی یا سماجی سرگرمیوں پر پابندی نہیں لگا سکتا کیونکہ وہ ان تمام سرگرمیوں میں آزاد ہے۔ لیکن یہ بات مطلقاً درست نہیں کیونکہ مرد کی فطری تخلیق کے لحاظ سے قوامیت پر قرآنی آیت کی عبارۃ النص بطور دلیل ہے۔ اسی طرح اس آیت کا ظاہر بھی مرد کی قوامیت بلحاظ فطری تخلیق پر دال ہے۔ اور وبما انفقوا کا الرجال قوامون پر عطف بھی اس بات کا شاہد ہے کہ قوامیت کی اصل وجہ فطری تخلیق ہے اور معاشی ذمہ داری قوامیت کا لازمی تقاضا ہے۔ عرف وعادت کے لحاظ سے بھی مسلم معاشرے میں عام طور پر مرد ہی کو قوام سمجھا جاتا ہے چاہے وہ عملی طور پر معاشی سرگرمیوں میں کوئی مرکزی کردار ادا نہ کر رہا ہو جیسے جب کوئی شخص بوڑھا ہو جائے تو تب بھی اس کی سرپرستی اور قوامیت معتبر مانی جاتی ہے۔ اگر مرد کو معاشی ذمہ داری کی بنیاد پر کو قوام قرار دیا جائے تو عورت بھی اس منصب پر فائز ہو سکتی ہے جو نہ صرف اس نص کی منشا کے منافی ہے بلکہ مشاہدہ اور تجربہ کی رو سے اس کے لیے قوامیت کے فرائض کی انجام دہی ممکن نہیں ہو گی۔ دوسرے زاویہ نظر سے دیکھا جائے تو مرد بحیثیت قوام اسے کچھ اختیارات اور فرائض سونپے گئے ہیں۔ فرائض کی ادائیگی میں وہ قانونی اور اخلاقی لحاظ سے مسئول ہے۔ مرد کی قوامیت نظام زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے ہے۔ اس کی قوامیت سے عورت کی تحقیر اور تذلیل مقصود نہیں ہے بلکہ اس میں عورت کو زیادہ تحفظ اور سہولت فراہم کی گئی ہے۔ نیز مرد کی قوامیت میں مردوں کی سعی و عمل یا عورتوں کی کوتاہی و بے عملی کا کوئی دخل نہیں بلکہ ایک خداداد فضیلت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**۔ بیروت: دار صادر، 1414ھ۔ 12 / 496

Ābn e mnẓwr ‹muḥammad bin mukram ‹lisān ālʿrb-byrwt: dār ṣādir ‹1414. 12/ 496

[2] رازی، محمد بن ابی بکر، **مفاتیح الغیب**، محقق: یوسف شیخ محمد۔ بیروت: المکتبہ العصریہ، 1999ء۔ 262

Rāzi ‹muḥammad bin ābi bakr, Mūẖtār al Saḥāḥ, edit: Muhammad Ywsūf šyẖ. Berwt: āl maktabah ālʿṣr,1999. 262.

[3] ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**۔ 12 / 499

Ābn mnẓwr ‹muḥammad bin mukram ‹lisān ālʿrb. 12/ 499

[4] رازی، محمد بن ابی بکر، محقق: یوسف شیخ محمد۔ بیروت: المکتبہ العصریہ، 1999ء۔ 262

Rāzi ‹muḥammad bin ābi bakr, Mūẖtār al Saḥāḥ, edit: Muhammad Ywsūf šyẖ. Berwt: āl maktabah ālʿṣr,1999. 262.

[5] نساء 4: 34

al Nisāʾ 4: 34

[6] دروزہ محمد عزت، **التفسیر الحدیث**۔ قاہرہ: دار احیاء الکتاب العربیہ، 1383ھ۔ 8/103

Darwūzah, Muḥammad ʿzzat ‹āl tafsyr āl ḥadyṯ. Qāhirah: dār āḥyāʾ āl kitāb ālʿrbiah, 1383. 8/103

[7] طبری، محمد بن جریر، **جامع البیان عن تاویل آی القرآن**۔ بیروت: موسستہ الرسالہ، 2000ء۔ 8/290

Tabri ‹Muḥammad bin ğaryr, Ğāmʿ āl Bayān ʿn tāwyl ā◌ā āl Qurā◌n. Bberwt: Mawsisah āl risālah, ‹2000. 8/290

[8] جصاص، احمد بن علی، **احکام القرآن**، محقق: محمد صادق القمحاوی۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1405ھ۔ 3/148,149

Ğasāṣ, Āḥmad bin ʿli ‹Āḥkām āl Qūrā◌n, edit: Muḥammad ṣādiq āl Qūmḥāwi. Berwt: dār āḥyāʾ āl tūrāṯ ālʿrabi,1405. 3/ 148,149

[9] زمخشری، محمود بن عمرو، **الکشاف عن حقائق وغوامض التنزیل**۔ بیروت: دار الکتاب العربی، 1407ھ۔ 1/505

Zamaḫšri ‹Muḥamwd bin ʿmar ‹āl Kašāf ʿan Ḥaqāiq w Ġawāmiḍ āl tanzyl. Berwt: dār āl Kitāb ālʿrbi, 1407. 1/505

[10] رازی، محمد بن عمر، **مفاتیح الغیب المعروف بتفسیر کبیر**۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1405ھ۔ 10/70

Rāzi ‹Muḥammad bin ʿūmar, Mafātyḥ āl Ġaib. Berwt: dār āḥyāʾ āl tūrāṯ ālʿrabi,1405. 10/ 70

[11] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، **تفسیر القرآن العظیم**۔ بیروت: دار طیبہ للنشر والتوزیع، 1999ء۔ 2/292

Ābn e Katir ‹āsmāʿil bin ʿūmar, Tafsyr āl Qūrā◌n ālʿaẓym. Berwt: dār Tayibah li al našr w āl tawzyʿ, 1999. 2/ 292

[12] شوکانی، محمد بن علی، **فتح القدیر**۔ بیروت: دار ابن کثیر، 1414ھ۔ 1/531

šawkāni, Muḥammad bin ʿali, al Fatḥ āl Qadyr. Berwt: dār ābni Kaṯir,1414. 1/531

[13] صابونی، محمد علی، **صفوۃ التفاسیر**۔ قاہرہ: دار الصابونی للطباعہ للنشر والتوزیع، 1997ء۔ 1/250

Ṣābwūni ‹Muḥammad ʿali, Ṣafwaẗ āl Tafāir. Qāhirah: dār āl ṣābwūni li ā Tabāʿ wa al našr wāl tawziʿ,1997. 1/250

[14] https://www.youtube.com/watch?v=qK8jN-D2hxA

[15] نظام الدین شاشی، احمد بن محمد، **اصول الشاشی**۔ بیروت: دار الکتاب العربی، س ن۔ 72

Niẓām āl diyn āl Šāši, Āḥmad bin Muḥammad, ūṣwūl āl Šāši. Berwt: dār āl Kitāb ālʿarabi, nd. 72

[16] ابو المعالی، عبد الملک بن عبد اللہ، **البرهان فی اصول الفقہ**، محقق: صلاح بن محمد۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997ء۔ 1/152

Ābw āl Maʿāli, ʿabdūl Malik bin ʿabdūllah, āl Būrhān fi ūṣwl āl fiqh, edit: Salāḥ bin Muḥammad. Berwt: dār āl Kūtūb ālʿalamiyah, 1997. 1/152

[17] https://www.banuri.edu.pk/readquestion/%D9%85%D8%B1%D8%AF%D9%88%DA%BA-%DA%A9%D9%88-%D8%B9%D9%88%D8%B1%D8%AA%D9%88%DA%BA-%D9%BE%D8%B1-%D9%81%D9%88%D9%82%DB%8C%D8%AA-%DA%A9%DB%8C%D9%88%DA%BA-%DB%81%DB%92/29-07-2016

[18] الزحیلی، دکتور وھبۃ، **اصول الفقہ الاسلامی**۔ بیروت: دار الفکر، 1986ء۔ 2/828

āl Zūḥaili, Dr. Wahbah, ūṣwūl āl Fiqh āl āslāmi. Berwt: dār āl fikr, 1986. 2/ 828